شہزادی حسن بانو کی کہانی

بہت پہلے کی بات ہے کہ ایک راجے کے ہاں نرینہ اولاد نہیں تھی۔ وہ اپنی نرینہ اولاد کے لئے فکرمند تھا۔ کافی عرصہ گذرنے کے بعد اس کے کسی وزیر نے اسے اس کی راجدھانی کی ایک جانب جنگل میں رہنے والے ایک کاہن کا بتایا۔

ایک دن راجہ اپنے محافظوں کے ہمراہ کاہن سے ملنے کے لئے اس جنگل کی طرف نکل پڑا۔ کوئی دو دن بعد وہ جنگل میں پہنچا اور اس کاہن سے ملا۔ راجے کو کاہن اپنی جھونپڑی لے گیا اور وہاں اس کی خوب خدمت کی۔ پھر ان سے کہا کہ وہ آج رات اس کے پاس رہیں پھر انہیں کچھ دیر آرام کرنے کا کہا اور خود کسی کام سے باہر چلا گیا۔

رات کو جب وہ اپنی جھونپڑی آیا تو راجہ اور اس کے محافظ وہاں موجود تھے۔ کاہن نے انہیں گھی سے بنے ہوئے کھانے کھلایے۔ پھر رات کے گپ شپ کے دوران اس نے راجے سے ان کے وہاں آنے کی وجہ پوچھی۔ راجے نے اسے اپنی نرینہ اولاد نہ ہونے کا بتایا۔ کاہن نے راجے سے کہا "دوسری باتیں صبح ہوں گی۔ آپ تھکے ہوئے ہیں اس لئے آپ آرام کریں۔" پھر ان کے لئے بستر بچھائی اور انہیں آرام کرنے کو کہا۔

اگلی صبح انہیں ناشتہ کھلا کر کاہن نے راجے کو ایک چھڑی دی اور اس سے کہا "عالی جاہ! میری جھونپڑی کے باہر جو سیب کا درخت ہے اسے ایک بار اس چھڑی سے جھاڑیں۔ جتنے سیب نیچے گریں گے انہیں سنبھالیں اور انہیں گھر لے جائیں۔ گھر پہ پہنچ کر ایک سیب کو دو برابر حصوں میں کاٹیں۔ آدھا خود کھائیں آدھا ملکہ کو کھلائیں۔ نصیحت ہے کہ اگلے سال آپ کے ہاں بیٹا پیدا ہو گا تو اسے پندرہ سال تک محل سے باہر نہ نکلنے دیں۔" یہ نصیحت کرنے کے بعد اسے اپنے ساتھ جھونپڑی سے باہر لے آیا۔

راجے نے کاہن کی دی ہوئی چھڑی سیب کے درخت پر ماری تو صرف ایک سیب نیچے گرا۔ راجے نے سیب نیچے سے اٹھایا اور اسے پھونک کر اپنے پاس رکھا۔ کاہن نے راجے سے کہا "عالی جاہ! یہ آپ کی دیوی مُرکُم کا کرنا اور کیا، آپ کی قسمت میں جتنے سیب تھے وہ نیچے گرے۔ آپ اسی ایک ہی پر اکتفا کریں، اس کے علاوہ کوئی چارہ نہیں۔" پھر انہیں وہاں سے رخصت کیا۔

راجے اور اس کے محافظ دو دنوں کی مسافت طے کر کے واپس اپنی راجدھانی پہنچے۔ راجے نے رات کو وہ سیب دو برابر حصوں میں کاٹا اور اس کا ایک حصہ خود کھایا اور دوسرا حصہ ملکہ کو کھانے کے لئے دیا۔

جیسے کاہن نے کہا تھا ویسا ہی ہوا۔ اگلے سال ٹھیک اسی موسم میں راجے کے ہاں بیٹا۔ راج اور اس کی رعایا نے بیٹے کی پیداءش پر بڑی خوشی منائی۔ راج نے اسی دن اپنے بیٹے کا نام بہرام رکھا۔

پندرہ سال بھی پورے ہوئے اور بہرام نے محل سے باہر نکلنے کے لئے اپنے والدین سے اصرار کرنا بھی شروع کیا۔ اس کے مسلسل اصرار نے راجے کو مجبور کیکہ وہ اسے محل سے باہر لے آئے۔ چنانچہ اس نے کوئی نیک ساعت مقرر کر کے اس کی سالگرہ منانے کے لئے اپنی رعایا کو اکٹھا کیا۔ صبح سے ہی پکانے والے پکاتے رہے اور کھانے والے کھاتے رہے۔ لوگ کھانا کھانے سے جب فارغ ہوئے تو شادیانے بجائے گئے۔ شادیانوں کا بجنا تھا کہ سونے کی زین اور لگام سے آراستہ ایک گھوڑا پولو گراؤنڈ میں ادھر ادھر بھاگنے لگا۔ لوگ پولو گراؤنڈ میں کود پڑے اور اسے گھیرنا چاہا۔ گھوڑا ان سب کو پھلانگ کر بھاگ نکلا۔ بہت کوشش کے باوجود لوگ اسے نہیں پکڑ سکے۔

آخر کار شہزادہ بہرام پولو گراؤنڈ میں کود پڑا اور اسے پکڑنے کے لئے اس کے پیچھے ہولیا۔ پولو گراؤنڈ کا ایک چکر کاٹنے کے بعد اس نے گھوڑا پکڑ لیا اور اس پر سوار ہوگیا۔ بہرام جونہی اس پر سوار ہوا گھوڑا سرپٹ دوڑا اور پولو گراؤند کے درمیان سے ہوا میں بلند ہوا۔ پھر پلک جھپکنے میں وہ سب کی آنکھوں سے اوجھل ہوگیا۔

راج اور اس کی رعایا سب دم بخود رہ گئے۔ پھر وہاں رہ ابھی کیا تھا راج اور ملکہ سمیت سب لوگ حیران و پریشان وہاں سے اپنے اپنے گھروں کو لوٹ گئے۔

ایک ہی اڑان میں گھوڑا بہرام کو لے کر اپنی دنیا جا پہنچا۔ وہاں پہنچ کر گھوڑے نے اپنی جون بدلی اور اپنی اصلی صورت میں بہرام کے سامنے آیا۔ بہرام دیو کو اس کے اصلی روپ میں دیکھ کر اس سے الجھ پڑا اور پوچھا کہ اس نے اسے اس کے والدین سے اسے کیوں جدا کیا۔ دیو نے اپنا سر جھکایا اور اس کے تلخ باتں کا جواب دیے بغیر وہ اپنے محل چلا گیا۔

بہرام نے کچھ کھائے بغیر سارا دن دیو کے باغ میں ٹہلتے ہوءے گزارا۔ شام ہوئی تو دیو دوبارہ بہرام کے پاس گیا اور اسے منانے کی بڑی کوشش کی۔ وہ بڑی مشکل سے مانا تو دیو اسے اپنے محل میں لے گیا۔ محل میں لے جا کر اس نے اس کی بڑی پذیرائی کی اور پھر نصیحت کرتے ہوئے اس سے کہا، "دیکھو بہرام! تم میرے بیٹے ہو۔ میری یہ ساری ملکیت، میری دولت اور میری جان بھی تمہاری ہے۔ تمہیں فکر کرنے کی کچھ ضرورت نہیں۔ جو کچھ کھانا چاہو، کھاؤ اور جس طرح رہنا چاہو، رہو۔ آج سے یہ ساری بادشاہی تمہاری ہے اور تم اس کے مالک ہو۔ مگر تم میری ایک بات غور سے سنو۔ جب بھی میں شکار سے شام کو گھر لوٹوں پھر تم جہاں بھی ہو آ کر مجھ سے

ملو۔ بیٹا! بس یہ میری مجبوری ہے ۔ میں بڑا مجبور ہوں مجھ پر رحم کرو۔" یہ نصیحت کرنے کے بعد اس نے بہرام کو اپنے ساتھ لیا اور پورے محل کی سیر کرائی۔

شامیں ڈھلتی رہیں دن گزرتے رہے ۔ ایک دن بہرام گھومتے گھومتے محل سے تھوڑی دور ایک ایسی جگہ جا پہنچا۔ جہاں تا حد نگاہ ایک مضبوط قلعہ تھا مگر اس کا صدر دروازہ اندر باہر سے مقفل تھا۔ اس کے اندر جانے کی کوئی اور صورت نہ ہی تھی۔

بہرام نے کچھ سوچا اور گھر آکر اس کی چابیاں تلاش کی مگر وہ اسے نہیں ملیں ۔ اس قلعے کی چابیاں نہ ملنے کی بات نے بہرام کو بہت حیران کیا "اس قلعے میں ضرور کوئی راز پوشیدہ ہے ۔ اس کی چابیاں نہ ملنی، یہ کیسی بات ہے!" اور وہ وہاں سے اپنے کمرے میں گیا۔ پھر دیو کی نصیحت کے بالکل الٹ اس کے آنے سے کچھ دیر پہلے ہی وہ اپنے پلنگ پر چادر اوڑھ کر دراز ہوا۔

کچھ ہی دیر بعد دیو آگیا اور بہرام کو اپنے سامنے نہ پا کر غصے میں چلّانے لگا "ارے بہرام! تم کہاں ہو، میرے پاس یہاں آؤ۔" بہرام اپنے پلنگ پر بے پرواہ لیٹا رہا۔ دیو نے بہرام کو دھمکاتے ہوئے پھر پکارا "بہرام تم جہاں کہیں بھی ہو میرے پاس آجاؤ۔" بہرام نے اس کے دھمکیوں کی کوئی پرواہ نہیں کی۔ دیو لڑکھڑاتے ہوئے محل کے اندر آیا اور قسم اٹھاتے ہوئے اس سے کہا

"بہرام! تم جو کچھ مجھ سے کہنا چاہتے ہو کہہ دو۔ میں نے تمہاری بات بس مان لی ۔ مگر ذرا اپنا چہرہ تو دکھا دو۔"

پھر بہرام نے اپنے چہرے سے چادر اٹھائی ۔ دیو اس کے پلنگ کے قریب ہی بیٹھا اور اس سے کہا "ہاں بیٹے! جو کچھ کہنا چاہتے ہو کہو۔ بہرام نے اس سے اصرار کیا "مجھے آپ نے پورے محل کی چابیاں تو دے ہی دیں لیکن اس قلعے کی چابی ۔۔ مجھے کیوں نہیں دی؟" "میں نے اس قلعے کی چابیاں تجھ سے عزیز نہیں رکھی ہیں بیٹے! محض اس لئے کہ اس قلعے کے اندر جو راز پوشیدہ ہے تجھے اس کا پتہ نہ چلے ۔ اس لئے میں نے تجھے وہ چابیاں نہیں دیں ۔ اگر تم یہ چابیاں لینا ہی چاہتے ہو تو لے لو، یہ ہیں وہ چابیاں ۔"

پھر بہرام کو اس کی چابیاں دیتے ہوئے اسے اپنا سارا قصہ سنایا "میں نے اس قلعے میں خوبصورت باغات، چمن زار، تیرنے کے لئے تالاب اور ایک خوبصورت محل بھی بنوایا ہے ۔ بات دراصل یہ ہے بیٹے! مجھے اِلِم کے بادشاہ کی بیٹی حسن بانو سے محبت ہے ۔ وہ اپنی بہنوں اور سہیلیوں کے ساتھ وہاں آتی ہے۔ مگر میری بدنصیبی کہ میں اب تک اسے اپنی طرف متوجہ نہیں کر سکا۔ اسے پانے میں ناکام ہو کر میں نے تجھے تیرے ماں باپ سے جدا کر دیا۔ کیونکہ مجھے کاہنوں نے بتایا تھا کہ تم اور حسن بانو بالکل ایک ہی رنگ و روپ رکھتے ہو۔ بس بیٹے! میں تجھے بہت ہی مجبوری کے عالم میں یہاں لایا ہوں ۔"

"بابا! اگر میں حسن بانو کو اپنی طرف متوجہ کر سکوں تو۔۔۔؟" بہرام نے دیو سے پوچھا۔ "بیٹے! تمہارے نصیب کی بات ہے، لیکن میں اتنا ضرور کہوں گا کہ یہ کام بہت مشکل ہے۔ بس میری طرح ان بے وفا پریوں کے پیچھے مت پڑنا۔"

دوسرے دن صبح سویرے دیو جب شکار پر روانہ ہوا تو بہرام اس قلعے کے راز جاننے کے تجسس کے ساتھ چل پڑا۔ قلعے میں پہنچ کر اس نے اس قلعے کے باغات، چمن زار، تالاب دیکھے اور اس محل کو بھی اچھی طرح دیکھ لیا۔ ان تالابوں کے بالکل درمیان میں ایک کھوکھلا بوسیدہ چنار کا درخت کھڑا تھا۔ اسے وہاں دیکھ کر بہرام اپنے آپ سے کچھ الجھ سا گیا "ان خوبصورت تالابوں کے درمیان اس کھوکھلے بوسیدہ چنار کے درخت کو یوں رہنے دینے کی وجہ۔ آخر کیا ہو سکتی ہے؟" اور پھر اس کے قریب جا کر اسے چاروں طرف سے دیکھا۔

پھر اس کھوکھلے حصے کو اندر سے دیکھنے کے لئے وہ اس میں جا گھسا۔ اس کا گھسنا تھا کہ اسی لمحے کبوتروں کا ایک غول کہیں سے آیا اور قلعے میں پھیل گیا۔ قلعے میں پھیل کر ان کبوتروں نے تمام کونے کھدرے چھان مارے اور پورا اطمینان کر کے وہ ان تالابوں کے پاس اترے۔

کبوتروں کی شکل میں یہ وہی پریاں تھیں جن کا دیو نے اس سے ذکر کیا تھا اور انہیں میں حسن بانو اور اس کی بہنیں بھی تھیں۔ بہرام بڑی خاموشی سے اپنی گھات پر بیٹھا رہا۔

بہرام اس درخت کے کھوکھلے حصے میں چھپ کر انہیں اچھی طرح دیکھ سکتا تھا اور ان کی ہر بات بھی اچھی طرح سن سکتا تھا۔ ان میں سے دو پریوں نے حسن بانو کو آواز دی اور اسے اپنے ساتھ کچھ فاصلے پر واقع ایک تالاب کی طرف لے گئیں۔ وہ کافی دیر تیرنے کے بعد محل کی طرف گئیں۔ وہاں ان کے لئے کھانے کا دستر خوان بچھا تھا۔ انہوں نے کھانا کھایا اور خوش گپیوں میں لگی رہیں۔

وہ خوش گپیوں میں لگیں تو ایک لمحہ ضائع کیے بغیر بہرام کھوکھلے تنے سے نکلا اور حسن بانو کے اڑنے والے کپڑے اٹھائے پھر وہاں سے فوراً نکلا اور دوبارہ چنار کے کھوکھلے تنے میں گھس کر انتظار کرنے لگا۔

پریاں اپنی خوش گپیوں سے فارغ ہو کر اپنے اڑنے والے کپڑے پہننے کے لئے تالاب کے کنارے آئیں تو دیکھا کہ وہاں حسن بانو کے کپڑے نہیں تھے۔ اس کے کپڑے وہاں نہ پا کر پریاں آگ بگولہ ہو گئیں۔ انہوں نے مچھر بن کر سارے محل کو کھنگالا، سارے قلعے کے کونے کھدرے دیکھ لیے مگر اس کے کپڑے کہیں سے نہیں ملے۔ پھر وہ مچھر کی طرح اڑے اور آگ کے گولے بن کر قلعے پر گرے۔ تب بھی وہاں کسی کے ہونے کا کچھ پتہ نہیں چلا۔ پھر وہ پریاں دم بخود ہو کر ایک دیوار کے ساتھ لگ کر بیٹھ گئیں اور رونے لگیں۔

حسن بانو نے سمجھ لیا تھا کہ اس کے کپڑے کسی دیوتا ہی نے اٹھائے ہیں۔ اس لئے اس نے اپنی بہنوں کو ذرا پرے لے جا کر ان سے کچھ کہا اور پھر انہیں وہاں سے فوراً چلے جانے کو کہا۔ اس کی بہنیں اور سہیلیاں روتی ہوئی اس سے رخصت ہوئیں۔

ان کے جاتے ہی بہرام چنار کے کھوکلے تنے سے نکلا اور حسن بانو کے سامنے آ گیا۔ بہرام کو دیکھ کر وہ مبہوت سی رہ گئی۔ کچھ دیر بعد اس کے اوسان بحال ہوئے تو خود کو ذرا سنبھال کر اس نے بہرام سے پوچھا، "تم نے اٹھائے ہیں میرے کپڑے؟" بہرام نے اس سے کہا "جی ہاں! میں نے اٹھائے ہیں۔" اس نے مسکرا کر اس سے پوچھا "کیوں اٹھائے ہیں میرے کپڑے؟" بہرام نے کہا "بس میری مرضی" پھربہ رام نے اسے آگے ہو کر چلنے کو کہا۔ حسن بانو کچھ کہے بغیر اس کے آگے آگے چل نے لگی وہ دونوں وہاں سے نکل ے دایور کے محل پہنچے۔

محل پہنچ کر بہرام نے اس سے کہا کہ اب وہ یہاں بے فکر ہو کر رہے۔ پھر اس کی شرم اور جھجک دور کرنے کے لئے بہرام اس سے باتیں کئ نے لگا۔ اس وقت اس کے من کی لذت اور بہرام کی خوبصورتی کے تصور نے مل کر حسن بانو کے چہرے پر ایک عجیب سی خوبصورتی نکھار دی تھی۔ جس کی وجہ سے وہ اور بھی شرمیلی لگ رہی تھی۔ بہرام کی باتوں نے اس کے دل

میں گفتگو کرنے کی راہ فراہم کی۔ اس کے بعد انھوں نے خوب باتیں کی ں اور یوں وہ ایک دوسرے کی طبیعت سے بھی آشنا ہوتے گئے۔

بہرام نے حسن بانو کو بہلانے کے لیے اس سے مزاحاً کہا ،،شکر کرو، تم دیو کے ہاتھ نہ یں لگی۔" ،،مگر تمھارے ہاتھ جو لگی۔" اس نے مزاحاً جواب دیا اور پھر اس کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ دے دیا۔ بہرام نے بھی اس کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھ اا اور کہا ،،تمہیں اب مجھ سے کوئی نہیں چھین سکتا۔" ایک دوسرے کو پا کر بہرام اور حسن بانو کی خوشیوں کی انتہا نہ رہی تھی اور وہ ایک لمحے کے لیے بھی ایک دوسرے سے جدا نہیں ہونا چاہتے تھے۔

لیکن اس وقت دیو کے آنے کا وقت قریب آرہا تھا۔ دیو کے آنے سے کچھ دیر پہلے بہرام نے حسن بانو سے کہا ،،اب میرے چچا کے آنے کا وقت ہوا چاہتا ہے۔ میں اسے منا تا ہوں اور اس کے بعد تجھے بھی ان سے ملوا دوں گا۔ جی، تمہارا کیا خیال ہے؟" اس نے کہا ،،اگر ایسا ہو تو بہت اچھی بات ہوگی۔" پھر وہ اسے لے کر محل کے ایک کمرے میں چھوڑ آیا اور خود اپنے کمرے میں جا کر چارپائی پر چادر اوڑھ کر لیٹ گیا۔ ****

اتنے میں دیو وہاں پہنچ گیا۔ بہرام کو اپنے سامنے نہ پا کر یکایک چیخ اٹھا۔ پھر اسی دم کمرے کے اندر جھانکا اور بہرام کو پلنگ پر چادر اوڑھ کر لیٹا ہوا دیکھا۔ دیو نے قسم کھاتے ہوئے بہرام سے کہا کہ

وہ اپنے چہرے سے چادر اٹھائے۔ بہرام نے جب اپنے چہرے سے چادر اٹھائی تو دیو اس قریب جا کر بیٹھ گیا اور اس سے کہا" بیٹے کیوں! کیا بات ہے؟ مجھ سے کہو تو سہی"

بہرام نے دیو سے کہا"بابا! میں حسن بانو یہاں لا چکا ہوں" "نہیں تو!" دیو یہ سن کر سکتے میں پڑ گیا۔ کچھ دیر بعد ہوش میں آکر بہرام سے پوچھا "اچھا! بیٹا اب وہ کہاں ہے؟" پھر بہرام کو تھپکی دی اور اس سے کہا" بیٹے آپ میں بڑی قابلیتیں ہیں، واہ!" پھر بہرام سے کہا کہ وہ اسے یہاں لے آئے۔

بہرام حسن بانو لانے چلا۔ تھوڑی دیر بعد وہ اسے لے کر وہاں پہنچا۔ اسے دیکھتے ہی دیو اٹے میں آگیا۔ "بابا! کیا کر رہے ہو، ہوش میں آجاؤ۔" بہرام نے دیو کو ذرا سی جنبش دی اور اسے ہوش میں لے آیا۔ "کچھ نہیں، بیٹے! کچھ سوچ رہا تھا۔" یہ کہہ کر دیو بہرام کی طرف دیکھنے لگا۔ بہرام نے حسن بانو کی طرف اشارہ کرتے ہوئے دیو سے کہا "لو دیکھیے! یہ ہیں حسن بانو۔
تب دیو نے آگے بڑھ کر اس کے سر پر ہاتھ رکھا اور اس سے اس کی خیریت دریافت کی۔ پھر اس سے کہا "بیٹی! یہ گھر تیرا ہے۔ یہ ملکیت اور جائداد تیری اور بہرام کی ہے۔ اب تم اسے جس طرح چاہو استعمال کرو، یہ سب کچھ تمہارا ہے۔"

بہرام اور حسن بانو نے دیو کے ہاں بہت اچھا وقت گزارا۔ مگر بہرام اپنے اندر بہت اداسی محسوس کر رہا تھا اور اسے بار بار اپنے ماں باپ کی یاد ستا رہی تھی۔ ایک دن صبح سویرے جب بہرام بستر سے اٹھا تو وہ اپنے والدین کے لیے بہت ہی اداس تھا۔ حسن بانو نے بہرام سے پوچھا "کیوں، خیریت تو ہے؟ آج بہت غمگین لگ رہے ہو۔" اس دن بہرام نے حسن بانو کو اپنی پریشانی نہیں بتائی۔

دوسری رات کو اس نے حسن بانو سے اپنے ایک خواب کا تذکرہ کیا "یوں لگتا ہے کہ میرے والدین اور ہمارے لوگ کسی پریشانی میں گھرے ہوئے ہیں میرا دل کہتا ہے کہ ہمارے ملک پر کسی جانب سے لشکر کشی ہو گئی ہے۔" حسن بانو نے بہرام سے پوچھا "تو، پھر آپ نے کیا سوچا ہے؟" بہرام نے اس سے کہا کہ وہ دیو سے اجازت لے کر اپنا ملک جانا چاہتا ہے۔

اگلے دن دیو شکار کے لئے چلا گیا۔ انہوں نے ناشتہ کرتے ہوئے یہ طے کیا کہ وہ رات کو دیو سے اس بارے میں بات کریں گے اور کچھ دنوں کے اندر اندر یہاں سے کوچ کر جائیں گے۔ رات کو جب دیو واپس آیا تو بہرام نے اس کی پیٹھ سے شکار کا گوشت اتارا اور محل کے اندر لے آیا۔ پھر وہ دونوں کھانے کے لئے بیٹھے تو حسن بانو نے ان کے سامنے کھانا رکھا۔

کھانا کھانے کے بعد بہرام نے دیو سے اپنے والدین سے متعلق اپنے خواب کا ذکر کیا۔ چنانچہ دیو نے اس پوچھا "بیٹے! بتاؤ، میں آپ کی کیا مدد کر سکتا ہوں۔" بہرام نے دیو سے کہا "ابو! بس ہمیں جانے کی اجازت دے دیں، یہی ہمارے لئے سب کچھ ہے۔"

دیو نے کچھ دیر سوچنے کے بعد اس کی بات مان لی۔ پھر بہرام سے پوچھا "تو پھر کب جانے کا ارادہ ہے؟" بہرام نے دیو سے کہا "پرسوں جانے کا سوچا ہے۔" پھر دیو نے بہرام اور حسن بانو کی عزت افزائی کے لئے بہت سا مال فراہم کیا۔

ان کے جانے سے ایک رات پہلے دیو نے بہرام اور حسن بانو کو نصیحت کی اور اپنے بال بہرام کو دیے اور اس سے کہا "جب بھی راستے میں تمہیں کوئی پریشانی لاحق ہو تو ان بالوں کو سلگانا، اسی لمحے میں وہاں پہنچ جاؤں گا۔" دوسری صبح دیو نے انہیں اڑن تخت پر بٹھا کر رخصت کر دیا۔ محافظ دیو انہیں دیو کی سرحد پر چھوڑ آئے۔ وہاں سے وہ اپنے ملک کی جانب گھوڑوں پر روانہ ہوئے۔

دن رات مسلسل سفر کر کے کوئی پندرہ دن بعد وہ اپنی سرحد پر پہنچے۔ پھر وہاں کچھ ستانے کے لئے انہوں نے ایک گھر ڈھونڈا اور اپنا سارا سامان گھوڑوں سے وہاں اتار دیا۔ وہ گھر ایک بوڑھی عورت کا تھا۔ پھر بہرام حسن بانو کو بوڑھی عورت کے پاس چھوڑ کر شکار کرنے کے لئے وہاں آس پاس کہیں چلا گیا۔

بہرام کے جانے کے بعد حسن بانو نے اپنے سر میں کنگھی کرنا چاہی۔ اپنے صندوق سے کنگھی اور آئینہ لانے کے لئے اُٹھی اور صندوق کھولا۔ جونہی اس نے صندوق کھولا تو اس کی نظر اپنے اڑنے والے ان کپڑوں پر پڑی جو دیو کے قلعے کے تالاب کے پاس سے غائب ہوئے تھے۔ اس نے انہیں کھولا اور دوبارہ تہہ کر کے صندوق میں رکھ ااور اپنے بالوں میں کنگھی کرنے لگی۔

اپنے بالوں میں کنگھی کر کے وہ فارغ ہوئی ہی تھی کہ وہاں کچھ آدمی آ دھمکے۔ انہوں نے حسن بانو کو دیکھ کر اسے اغوا کرنا چاہا۔ انہوں نے گھر میں گھسنا چاہا تو حسن بانو نے انہیں للکار کر کہا "آپ لوگ جو کوئی بھی ہیں دروازے کے باہر ٹھہریں۔ میرا شوہر اس وقت گھر پر نہیں ہے۔ آپ باہر ٹھہریں وہ آتا ہو گا۔" اور بوڑھی عورت سے کہا کہ وہ گھر کا دروازہ بند کر دے۔

وہ خود کمرے میں گئی اور وہاں جا کر اپنے اڑنے والے کپڑے پہنے اور اڑ کر چھت پر جا بیٹھی۔ چھت سے بوڑھی عورت کو بتایا "بوڑھی بی! بہرام جب گھر لوٹے تو انہیں بتانا کہ وہ لِلِم چلی گئی۔ اگر وہ آنا چاہے تو میرے پاس لِلِم آئے۔" پھر وہاں سے اڑی اور ان کی نظروں سے اوجھل ہو گئی۔

شام کے قریب جب بہرام شکار لے کر بوڑھی عورت کے گھر لوٹا تو حسن بانو وہاں نہیں تھی۔ اس نے جلدی سے شکار اپنی پیٹھ سے اتارا اور بوڑھی عورت سے حسن بانو کا پوچھا۔ اس نے بہرام کو سارا ماجرا بیان کیا اور پھر اسے حسن بانو کا پیغام بھی سنا دیا۔

بہرام نے وقت ضائع کئے بغیر دیو کے بال سلگائے ۔ دیو وہاں آن موجود ہوا اور اس سے اس کا حال پوچھا۔ بہرام نے اسے بوڑھی عورت سے سنا ہوا سارا ماجرا بتا دیا۔ دیو نے اسی لمحے اپنے بال سلگائے تو محافظ دیو اڑن تختہ لے کر حاضر ہوئے ۔ پھر بہرام اور اس کا سارا سامان اڑن تختہ پر لاد کر دوبارہ دیو کے محل کی طرف پرواز کر گئے ۔

وہاں پہنچ کر دوسرے دن دیو نے بہرام سے پوچھا "ہاں بیٹا بتاؤ کیا سوچا ہے آگے کا۔" بہرام نے اسے بتایا "ابو! میں نے لِلِم جانے کا پکا ارادہ کر لیا ہے۔ وہاں جانے کے لئے اب آپ مجھے کوئی راستہ نکالیں۔" دیو نے بہرام کو حوصلہ دیا اور اس سے کہا "بیٹے! مجھے امید ہے کہ تم وہاں ضرور پہنچو گے۔"

پھر اسے اپنا رومال دے کر کہا "میری سرحد کے بعد میری چھوٹی بہن کا راج شروع ہوتا ہے۔ وہاں جا کر اسے میرا یہ رومال دے دینا اور اپنا تعارف کروانا۔ وہ تمہارے لئے ضرور کوئی راستہ نکالے گی۔ دوسرے دن محافظ دیو بہرام کو اڑن تختے پر بٹھا کر دیو کی سرحد پر لے آئے۔

وہاں سے وہ جلدی جلدی دیو کی بہن کے محل میں پہنچا۔ وہاں وہ محل کے محافظ سے ملا اور اسے بتایا کہ وہ ملکہ سے ملنا چاہتا ہے ۔ اس محافظ نے اسے ملکہ سے ملا دیا۔ بہرام نے دیو کا رومال اسے دیا۔ پھر اس سے پوچھا "بیٹے! تم بہرام تو نہیں ہو؟" "جی اماں! میں بہرام ہوں" چنانچہ اس نے اس کی بہت خاطر مدارت کی اور اسے اپنے پہلو میں بٹھایا۔ پھر اس سے اس کے یہاں آنے کی وجہ پوچھی ۔ بہرام نے اپنا سارا ماجرا اسے سنایا۔

چنانچہ اس نے اسے دو دن اپنے پاس ٹھہرایا اور پھر اسے آدھ اگز رسّی کا ایک ٹکڑا دیا۔ اور بہرام سے کہا "بیٹے! اگر تم کسی کھائی سے نیچے اترنا چاہو تو یہ رسی خود بخود کھنچتی ہوئی تجھے نیچے اتار دے گی ۔" پھر اس نے بہرام سے کہا کہ اس کی اگلی منزل اس کی بڑی بہن کا راجوڑہ ہے ۔

وہاں بھیجتے ہوئے اس نے بہرام کو نصیحت کی ،"جونہی تم اس سے ملو تو جلدی سے جا کر اس کا داہنا پستان پینے لگنا۔ اسے بڑے پستانوں والی ملکہ کہتے ہیں ۔ مجھے امید ہے وہ تمہارے لئے ضرور کوئی راستہ نکالے گی ۔"

دوسرے دن محافظ دیو اسے لے جا کر بڑے پستانوں والی ملکہ کی سرحد پر چھوڑ آئے ۔ وہاں سے وہ تیز تیز قدم چل کر کوئی پانچ دنوں میں ملکہ کے محل میں پہنچا۔ وہاں ایک بوڑھے آدمی سے بہرام

کی ملاقات ہوئی۔ اس نے اس سے مل کر ملکہ سے ملنے کی خواہش ظاہر کی۔ چنانچہ اس بوڑھے شخص نے بہرام کو محل کے اندر بھیجا۔

بہرام وہاں پہنچا اور دوڑتے ہوئے جا کر ملکہ کے داہنے پستان سے دودھ پینے لگا۔ جونہی دودھ پینے لگا تو ملکہ نے چیخ کر کہا "اگر تم نرینہ اولاد ہو تو میرے داہنے پستان پر آجاؤ ورنہ میرے بائیں پستان پر چلے جاؤ۔" جبکہ بہرام پہلے ہی سے داہنے پستان سے دودھ پی رہا تھا۔ اس بات کے جاننے پر اس نے اس سے پوچھا "ارے! تم میرے کس بھائی، کس بہن کی اولاد میں سے ہو؟"

بہرام نے جلدی سے دیو کا دیا ہوا رومال اور اس کی چھوٹی بہن کا دیا ہوا رسی کا ٹکڑا اسے پیش کیا۔ اس نے اسے اپنے پاس بلایا اور اس کا ماتھا چوما اور اپنے پاس ہی بٹھا لیا۔ بہرام نے اسے اپنا پورا قصہ سنا ڈالا۔ اس نے اس کی بہت خاطر مدارت کی اور اس سے کہا کہ وہ کچھ دن یہاں ٹھہرے۔ وہ ضرور کوئی ایسا شخص ڈھونڈ نکالیں گے جو لِلِم کا راستہ جانتا ہو۔

تیسرے دن محافظ کسی بہت ہی بوڑھے شخص کو ڈھونڈ لائے۔ پھر ملکہ نے اس سے لِلِم جانے کے راستے کا پوچھا تو اس نے کہا "مجھے لِلِم جانے کے راستے کا کچھ علم نہیں۔ البتہ میں نے بڑے بوڑھوں سے سنا ہے کہ بھیڑیوں کے دیس میں ایسے بوڑھے موجود ہیں جنہیں لِلِم کے راستے کا علم ہے۔"

دوسرے دن دیو کی بڑے پستانوں والی بہن نے تحفے میں بہرام کو ایک شیشی سرمہ دیا۔ اس سرمے کے متعلق بتاتے ہوئے اس نے کہا "اس سرمے کو آنکھوں میں لگا کر بہت ہی اندھیرے میں بھی دن کی طرح دیکھا جا سکتا ہے۔" یہ کہہ کر اس نے بہرام کو الوداع کہ ا۔ چنانچہ محافظ دیو اسے اڑن تختے میں بٹھا کر بھیڑیوں کے دیس کی سرحد پر لے آئے۔

بہرام وہاں سے چل پڑا اور چند دنوں میں بھیڑیوں کی راجدھانی پہنچا۔ وہاں پہنچ کر وہ محل کے ایک بوڑھے بھیڑیے سے ملا اور اسے راجے سے ملنے کے لئے کہا۔ بوڑھے بھیڑیے نے اس سے پوچھا کہ وہ کہاں سے آیا ہے۔ بہرام نے اسے اپنا سارا ماجرا سنایا۔ بہرام کے قصے نے اسے بہت رنجیدہ کیا۔

پھر بوڑھے نے بہرام سے کہا "بیٹے! بہت ہی اچھا ہو گا اگر تم بہت سارے چڑیوں کا اچھا سا بھونا راجے کو تحفے کے طور پر پیش کرو۔ راجہ اس پر تم سے بہت خوش ہو گا اور تمہاری بہت عزت افزائی کرے گا۔" بہرام نے بوڑھے کی بات مانی اور وہاں سے جا کر بہت ساری چڑیاں شکار کر کے ان کا اچھا سا بھونا تیار کیا اور اسے لے کر راجے کے پاس گیا۔
محل میں پہنچ کر اس نے اپنا تحفہ راجے کو پیش کیا۔ راجہ نے تحفہ اس کے ہاتھ سے لیا اور اسے کھول کے دیکھا تو وہ چڑیوں کا بھونا تھا۔ اس نے فوراً ایک چڑیا اٹھائی اور منہ میں ڈالی، اس کا منہ

ذائقے سے بھر گیا۔ اس نے کہا "واہ! کیا مزہ ہے اس میں۔" پھر جم کر کھانے لگا۔ ڈھیر سارا کھا کر بچا ہوا بھونا اپنے وزیروں کو دے دیا۔ انھوں نے بھی مزے مزے کھایا اور بہرام کو بہت داد دی۔ پھر راجے نے اس سے آنے کی وجہ پوچھی۔

بہرام نے اپنا سارا قصہ بیان کیا۔ راجے نے اپنے وزیروں سے پوچھا کہ کوئی لِلِم جانے کا راستہ جانتا ہے۔ انھوں نے کہا کہ انہیں لِلِم کے بارے میں تو کچھ پتہ نہیں۔ البتہ وہ یرکوٗ نامی بوڑھے کو یہاں لاتے ہیں وہ لِلِم کے راستے سے ضرور باخبر ہو گا۔ چنانچہ وزیروں نے محافظوں سے کہا کہ وہ یرکوٗ نامی بوڑھے کو دربار میں لائیں۔

کافی دیر کے بعد محافظ یرکوٗ نامی بوڑھے کو ایک ٹوکرے میں رکھ کر محل لے آئے۔ وزیروں نے اس سے لِلِم جانے والے راستے کا پوچھا تو اس نے بتایا "میں نے اپنے بڑوں سے سنا ہے کہ کھم نامی پہاڑ میں بہت ہی اونچائی پر ایک غار ہے جس میں سے اکثر مچھر نکلتے رہتے ہیں۔ اس غار کی دوسری جانب لِلِم واقع ہے۔"

لہذا دوسرے دن راجے نے بہرام کو تحفے میں ایک ٹوپی اور چمڑے کا ایک بچھونا دے دیا۔ پھر اس سے کہا "بیٹا! اس ٹوپی کی خصوصیت یہ ہے کہ جب تم اسے پہنو تو تمہیں کوئی دوسرا شخص

نہیں دیکھ سکتا۔ اس چمڑے کے بچھونے کو کوئی سمندر یا دریا پر بچھا کر اس پر بیٹھیں تو یہ خود بخود دریا پار کروا دیتا ہے۔" یہ سب کچھ بہرام کو بتا کر اسے لِلِم کے راستے پر روانہ کر دیا۔

بہرام وہاں سے اپنی اگلی منزلوں کی جانب روانہ ہوا۔ تقریباً ایک ماہ کی مسافت طے کر کے وہ کھم نامی پہاڑ کے دامن میں پہنچا۔ وہاں پہنچ کر وہ اسی راستے پر روانہ ہوا جس کے بارے میں اسے کہ اگی تھا۔ وہاں سے وہ آہستہ آہستہ اس پہاڑ پر چڑھنے لگا۔

کوئی بیس دنوں بعد وہ اس غار کے پاس پہنچا جس کے بارے میں یرکُو نامی بوڑھے نے اسے بتایا تھا۔ وہاں پہنچ کر سب سے پہلے اس نے بڑے پستانوں والی ملکہ کا دیا ہوا سرمہ اپنی آنکھوں میں لگایا اور بھیڑیوں کے راجے کی دی ہوئی ٹوپی پہنی ۔ پھر جب وہ اس غار میں گھسا تو اسے اس کے اندھیرے میں سب کچھ دکھائی دینے لگا۔ کئی روز وہ اس غار کے اندر مسلسل چلا اور آخر کار اس غار کے دوسرے دہانے پر پہنچا۔

وہاں پہنچ کر جب اس نے نیچے دیکھا تو وہ غار ایک بہت ہی گہری کھائی کے بیچ میں کھلتا تھا۔ کھائی کے بالکل دامن میں ایک بہت ہی بڑا دریا ٹھاٹیں مار رہا تھا۔ غار کے دہانے کے ساتھ ہی نیچے چوُروٹا کا ایک درخت تھا۔ چنانچہ بہرام نے اپنے تھیلے سے دیو کی چھوٹی بہن کا دیا

ہوا رسی کا ٹکڑا نکالا اور اسے اس درخت کی ایک شاخ کے ساتھ باندھا۔ پھر اس رسّی کے دوسرے سرے کو پکڑ کر نیچے اترا۔

نیچے اتر کر اس نے دریا کے ساحل پر بھیڑیوں کے بادشاہ کا دیا ہوا چمڑے کا بچھونا بچھایا۔ جونہی وہ اس پر بیٹھا بچھونا اسے تھوڑی ہی دیر میں دریا کے اس پار لے گیا۔ اب وہ لِلم پہنچ چکا تھا۔ وہاں پہنچ کر وہ آگے کی جانب روانہ ہوا اور کوئی دس دن کی مسافت طے کر کے وہ لِلم کی راجدھانی پہنچا۔ وہاں وہ بھیڑیوں کے راجے کی دی ہوئی ٹوپی پہنے ہوئے تھا۔ اس لئے اسے کوئی نہیں دیکھ سکتا تھا۔ چنانچہ اس نے جا کر محل کے ایک چمن میں رات بسر کی۔

وہ دوپہر کے کھانے سے ذرا پہلے محل میں گیا اور حسن بانو کو تلاش کرنے لگا۔ اس محل کے حالات سے واقف ہونے کے لئے وہ وہاں باورچی خانے میں جا گھسا۔ وہاں حسن بانو کے لئے کھانے کا انتظام ہو رہا تھا۔ چنانچہ حسن بانو کی آیا کھانا لے کر روانہ ہوئی تو وہ بھی اس کے پیچھے ہو لیا۔

بہرام کو حسن بانو کے بارے میں یہ معلوم نہیں تھا کہ اسے اس کے باپ نے قید میں ڈالا ہے۔ بات یہ تھی کہ اس کے ساتھ آئی ہوئی اس کی بہنوں اور سہیلیوں نے ڈر کر اصل بات ان

سے چھپائی تھی اور اپنے آپ کو بچانے کے لئے انہوں نے یہ کہہ دیا تھا کہ وہ کسی انسان کے ساتھ مل کر ان سے جدا ہو گئی تھی۔

اس بات کی تہہ تک پہنچنے کے لئے بادشاہ نے کاہنوں سے پوچھنے کا اہتمام کیا۔ انہوں نے بتایا کہ وہ زندہ ہے مگر اس نے کسی انسان سے شادی کی ہے۔ اس بات پر وہ اس سے ناراض ہوا تھا۔ جب وہ لِلِم لوٹی تو اس نے اسے قید میں ڈال دیا۔

محل کے ایک کمرے کے پاس جا کر اس کی آیا رک گئی۔ وہاں محافظ کھڑے تھے انہوں نے دروازہ کھولا تو اس کے پیچھے بہرام بھی اندر چلا گیا۔ آیا نے کھانا میز پر رکھ اا ور حسن بانو سے کہا "اٹھو بیٹی! کھانا کھا لو" لیکن اس نے کھانا کھانے سے انکار کر دیا۔ آیا نے بہت اصرار کیا تو حسن بانو نے تھوڑا سا کھانا کھا لیا۔ آیا بچا ہوا کھانا وہیں رکھ کر چلی گئی۔

حسن بانو وہاں سے اپنے پلنگ پر جا کر لیٹ گئی تو بہرام سے اس کی یہ حالت نہ دیکھی جا سکی۔ چنانچہ اس نے اپنے سر سے ٹوپی اتاری۔ بہرام پر نظر پڑتے ہی حسن بانو کی چیخ نکل گئی۔ "ارے! یہ تو نے کیا کر دیا۔" بہرام نے کہا کہ دیکھ لو میں آگیا۔ اور جھٹ سے ٹوپی اپنے سر پر رکھ لی۔
محافظ دروازہ کھول کر اندر جھانک لے تنے میں اس کی ماں، آیا اور اس کے ماموں بھی وہاں آئے۔ انہوں نے حسن بانو سے اس کی خیریت دریافت کی تو اس نے ان سے کہا "بلکل خیریت ہے۔

بس میں لیٹی ہی تھی کہ آنکھ لگ گئی اور ڈراؤنا سا خواب دیکھا اور ڈر گئی۔" تب اس کی امی کے جان میں جان آگئی۔

وہ وہاں سے باہر نکلے تو اس نے اپنی آپا سے کہا کہ اسے بھوک لگی ہے وہ اچھا سا کھانا لے آئے۔ اس بات پر وہ بڑی حیران ہوئی۔ کیونکہ جب سے اسے قید میں ڈالا گیا تھا اس نے اس طرح کبھی کھانا نہیں مانگا تھا۔ اس کی آپا دوڑ کر گئی اور اچھا سا کھانا بنوا کر لے آئی تو حسن بانو نے اس سے کہا "اماں! کھانا وہاں رکھ دو میں تھوڑی دیر بعد کھا لوں گی۔" چنانچہ آپا کھانا وہاں رکھ کر چلی گئی۔

اس کے جانے پر بہرام نے اپنی وِگ اتاری تو وہ کود کر اس سے لپٹ گئی۔ اس سے لپٹ کر بہت دیر تک روئی۔ پھر اٹھ کر اس کے ہاتھ دھلائے اور اس کے سامنے کھانا رکھا۔ انہوں نے مل کر خوب کھایا۔

کھانا کھانے کے بعد حسن بانو نے بہرام سے پوچھا کہ وہ یہاں کیسے پہنچے"۔ بہرام نے مزاحاً اس سے کہا "انسان ایسے پہنچتے ہیں دیکھ لو!" پھر بہرام نے حسن بانو سے پوچھا "تو وہاں سے بھاگی کیوں تھی۔ اور کس نے تمہیں یہاں آنے کی اجازت دی تھی؟" حسن بانو کے پاس بہرام کے سوالوں کا کوئی جواب نہیں تھا۔ اس نے شرمساری سے سر جھکا دیا اور ملتجی نگاہوں سے بہرام کو دیکھنے لگی۔

چنانچہ بہرام نے حسن بانو سے دوبارہ پوچھا "ڈر رہی ہو؟ کچھ تو کہو۔" حسن بانو کو اپنی غلطی کا احساس پہلے ہی کچھ کم نہ تھا، بہرام کے سوال نے اس کے دکھ کی شدت میں مزید اضافہ کر دیا۔

بہرام کا یہ پوچھنا تھا کہ حسن بانو کی آنکھیں آنسوؤں سے بھیگ گئیں۔ اس کے آنکھوں میں یوں آنسو دیکھ کر بہرام سے رہا نہ گیا۔ اس نے حسن بانو کے ہاتھ پکڑے اور تسلی دیتے ہوئے اس سے کہا "حسن بانو، دیکھ لینا! تم میری ہو، تب ہی تو میں اتنی مسافتیں طے کر کے اور صحراوں اور بیابانوں سے گذر کر تمہارے لئے یہاں تک آیا ہوں۔"

حسن بانو بہرام سے لپٹ کر پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی تو بہرام نے اسے تسلی دی اور اس سے کہا "مت گھبراؤ، تم دیکھ وگی کہ تمہارا باپ عنقریب تمہیں آزاد کرے گا اور اپنے کئے پر بہت نادم ہو گا۔" حسن بانو کو بہت تسلی ملی اور بہرام کے لِلِہ پہنچنے پر اس کی خوشیوں کی کوئی انتہا نہ تھی۔ انہوں نے اپنے گھر والوں سے چھپتے چھپاتے بہت دن گذارے۔ اور حسن بانو دن گذرنے کیساتھ ساتھ نکھرتی گئی۔

ایک دن اس کی آیا نے اس پوچھا "بیٹی! کیا وجہ ہے کہ آج کل تم بہت خوش لگ رہی ہو اور پھر دن بدن نکھرتی جا رہی ہو۔ میں تیری ماں برابر ہوں اور میں نے تجھے کتنے ارمانوں سے پالا

ہے، آخر مجھ سے تمہارا یہ چھپانا کیسا۔" اس کی ان باتوں کو بہرام بھی سن رہا تھا۔ حسن بانو کی ہنسی چھوٹ گئی اور ہنستے ہنستے اس نے اپنی آیا سے کہا "اری اماں! تجھے کیا ہوا ہے، کیسی اور کہاں کی خوشی؟ دکھا دو مجھے۔"

"میری بیٹی! تمہارا چہرہ بتا رہا ہے، تم کہو یا نہ کہو۔ مجھ سے نہیں چھپاؤ، کہدو۔"

اس کی آیا نے اسے کافی کھوجا۔ تب حسن بانو نے اس سے کہا" پہلے آپ مجھ سے وعدہ کیجئے کہ یہ بات کسی سے نہیں کہو گی۔ تب میں آپ کو بتا دوں گی" اس نے کسی کو نہ بتانے کی قسم اٹھائی۔ پھر حسن بانو نے اپنی آیا سے کہا "اماں دیکھ لو! میری خوشیوں کا راز۔"

اس نے یہ کہا تھا کہ بہرام نے اپنے سر سے ٹوپی اتار دی۔ اسے دیکھتے ہی وہ مدہوش ہوئی۔ حسن بانو نے اسے پکڑ کر سنبھالا دیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ ہوش میں آئی اور ذرا ٹھہر کر وہ اٹھی اور جا کر بہرام کے ہاتھ چومے۔

پھر واپس آکر بیٹھ گئی تو حسن بانو نے بہرام سے کہا "دیکھیے! یہ میری پیاری آیا ہے۔" پھر اس سے پوچھا" ہاں اماں! بتائیے، کیا میں نے کوئی برا کام کیا ہے؟"

"بیٹی! جو ایسا سوچتے ہیں وہ بکواس کرتے ہیں۔ میں نے پورے لِلِم میں کبھی ایسا خوبرو اور سجیلا جوان نہیں دیکھا۔ دیکھو! تم تو جیسے تصویر کے دو رخ ہو۔" یہ کہہ کر اس نے نظر بد نہ لگنے کے لئے تُھہ تُھہ کا ٹوٹکا کیا۔

پھر کچھ دیر بعد وہ وہاں سے چلی گئی۔ وہ وہاں سے نکل کر سیدھے ملکہ کے پاس گئی۔ اس سے ملتے ہی اس سے کہا "بہن! اگر آپ مجھ سے وعدہ کریں کہ آپ حسن بانو کو کچھ نہ یں کہو گی تو میں آپ کو کچھ بتاؤں گی۔" ملکہ نے اس سے کہا کہ وہ کون سی ایسی بات ہے جو وہ اسے بتانا چاہتی ہے۔ آیا کے اصرار پر ملکہ نے ہنستے ہوئے قسم کھائی تو آیا نے اس سے کہا "وہ ابھی بہرام کو حسن بانو کے پاس دیکھ کر آ رہی ہے۔" اور اسے اپنا سارا واقعہ بیان کیا۔

ملکہ بہرام کا سن کر دم بخود رہ گئی اور اس سے کہا "اری بہن! یہ تو کیا کہہ رہی ہے؟ اور یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ کوئی آدم زاد لِلِم میں داخل ہو۔ وہ بہت دیر تک اپنے آپ سے الجھی رہی "میرا دل شروع سے یہ بات نہیں مانتا تھا کہ حسن بانو جیسی زیرک لڑکی کوئی غلط کام کرے گی۔ وہ ضرور کوئی دیوتا ہو گا۔"

پھر اس نے اسے تاکید کرتے ہوئے اس سے کہا ،،بہن! اس بات کو اب یہیں تک رہنے دو۔ اگر اس بات کا دوسروں کو پتہ چلا تو پھر حسن بانو اس دنیا میں نہیں رہے گی۔" پھر ملکہ نے اس سے کہا ،،اچھا تو چلو، اسے دیکھ آتے ہیں۔" چنانچہ آیا اسے حسن بانو کے پاس لے گئی۔

وہاں جا کر ملکہ نے حسن بانو سے خیریت دریافت کی۔ حسن بانو نے بتایا کہ وہ خیریت سے ہے۔ پھر تھوڑی دیر بعد اس نے حسن بانو سے کہا کہ وہ بہرام سے ملنے کے لئے یہاں آئی ہے۔ حسن بانو نے طنزاً اپنی ماں سے کہا کہ وہ کس بہرام سے ملنا چاہتی ہے اور یہ کہہ کر وہ اپنی ماں سے الجھ گئی۔

حسن بانو اپنی ماں سے جھگڑ رہی تھی کہ بہرام نے اپنے سر سے ٹوپی اتار دی اور اسے سلام کہا۔ ملکہ نے جونہی بہرام کو دیکھا وہ سٹپٹا گئی۔ پھر کچھ دیر ٹھہرنے کے بعد وہ اٹھی اور جا کر بہرام کے ہاتھ چومے۔

کچھ دیر وہ سر جھکائے بیٹھی رہی اور پھر بہرام سے پوچھا " بیٹے! آپ یہاں کب آئے ہو؟ بہرام نے اسے بتایا "امی جان! مجھے یہاں آئے تقریباً دس دن ہو رہے ہیں۔" بہرام کو ملکہ کا سمٹا ہوا سا رویہ اچھا نہیں لگا تھا۔ ملکہ نے بہرام سے بات چیت کرنے کے لیے اس سے کہا "اچھا! آپ ہم سے بیس دن بعد ملے۔" بہرام نے اس کے اس سوال کا کوئی جواب نہیں دیا۔

پھروہ حسن بانو کی آیا سے مخاطب ہوئی اور کہا "دیکھ لو بہن! کیا دونوں کی صورتوں میں کچھ بھی فرق لگتا ہے۔ بس دونوں تصویر کے دو رخ ہیں۔" حسن بانو کی آیا نے ملکہ کی ان باتوں پر شکر ادا کیا۔

پھر ملکہ نے بہرام سے مخاطب ہو کر کہا، "بیٹا! تمہیں دیکھ کر مجھے بہت خوشی ملی ہے۔ آپ دو تین دن مزید انتظار کریں۔ میں بادشاہ سلامت سے بات کر کے کوئی نہ کوئی راستہ ضرور نکال لوں گی۔ اب آپ لوگ کھل کر رہیں، خدا حافظ!" یہ کہہ کر وہ خوشی خوشی وہاں سے چلی گئی۔ اس کے ساتھ ہی حسن بانو کی آیا بھی باہر نکلی۔

اپنے کمرے میں جا کر ملکہ سوچنے لگی کہ کس طرح سے حسن بانو کے والد اور اِلم کے بادشاہ تک یہ بات پہنچائی جائے۔ مگر اسے کچھ سجھائی نہیں دیا۔ تب اس نے حسن بانو کی آیا کو بلا بھیجا۔

آیا آئی تو اس سے کہا، "بہن! میں اس خیال میں الجھ گئی ہوں کہ یہ بات بادشاہ تک کس طرح پہنچاؤں، مگر کوئی بات پلے نہیں پڑ رہی ہے۔ آپ کے خیال میں کوئی ترکیب آ رہی ہے تو بتاؤ۔" حسن بانو کی آیا نے اسے مشورہ دیا "آپ آج رات بادشاہ سلامت کی طبیعت بھانپ کر اس سے بات کریں۔

رات کو ملکہ نے اپنے شوہر کی طبیعت بھانپ کر حسن بانو کی بات چھیڑی تو اس نے کہا کہ وہ جو کچھ کہنا چاہتی ہے کھل کر کہے۔ تب اس نے بہرام کے وہاں آنے اور اس سے اپنی ملاقات کا ذکر کیا۔ بادشاہ نے مزاحاً کہا "دیکھو! مجھے بتائے بغیر ماں بیٹی کیسے کیسے منصوبے بنا رہی ہیں۔"

ملکہ نے بادشاہ کی بات کا جواب دیتے ہوئے اس سے کہا "آخر ہم نے آپ کے خلاف تو منصوبہ نہیں بنایا۔" "اس سے بھی بڑا منصوبہ اور ہو بھی کیا سکتا ہے؟" بادشاہ تھوڑی دیر اپنی باتوں پر ڈٹا رہا۔

آخر کار ملکہ نے بادشاہ کو منوا لیا۔ پھر ملکہ نے اس سے کہا کہ وہ خود بھی بہرام سے مل لے اور دیکھ ے کہ اس کی بیٹی کا انتخاب کیسا ہے؟اتنا تو میں بھی جانتی ہوں کہ وہ آدمی نہیں کوئی دیوتا ہے۔ آپ ملیں گے تو فوراً پہچان لیں گے۔" بادشاہ نے ملکہ کی باتیں سنی اور صبح ان سے ملنے کا کہا۔ بادشاہ کے یوں مان جانے پر ملکہ کو بہت خوشی ہوئی۔

دوسرے دن صبح بادشاہ اور ملکہ جب وہاں پہنچے تو وہاں پہرہ دینے والے محافظوں نے ان کو سلامی پیش کی اور پھر دروازہ کھولا۔ حسن بانو نے بہرام سے کہا کہ ان کے والد آرہے ہیں وہ سنبھل کر بیٹھ ے

جونہی بادشاہ اور ملکہ کمرے میں داخل ہوئے تو بہرام اور حسن بانو فوراً اٹھ ے اور ان کے قدموں جاپڑ گرے۔ بہرام کو دیکھ کر بادشاہ حیران رہ گیا۔ اس نے اسے دیکھتے ہی محسوس کیا کہ وہ کوئی دیوتا ہے۔

پھر بہرام سے بغلگیر ہوکر اس سے کہا "بیٹے! ہم نے تم دونوں کو ویسے ہی تکلیف دی ہے۔" پھر بادشاہ ملکہ سے مخاطب ہوا "تمہارا کیا خیال ہے، معافی کسے مانگنی چاہیے؟ دیکھ لو" یہ کہہ کر وہ ہنس پڑا اور بہرام اور حسن بانو کے سر پر ہاتھ رکھ کر انہیں بیٹھنے کو کہا۔ "ہم ہی اپنی اولاد سے معافی مانگیں گے، بھلا لگتا ہے یا برا، ان کی بلا سے۔"

پھر بہرام سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا "ہاں بیٹا آپ کا کیا خیال ہے؟" بہرام نے کہا "یہ ٹھیک ہے، والدین ہی معافی مانگیں۔" بادشاہ بہت زور سے ہنسا اور پھر ان سے کہا "قصور ہمارا ہی ہے اور میں اور آپ کی امی ہی معافی مانگیں گے۔

پھر بادشاہ نے بہرام سے اس کے والدین کے متعلق پوچھا تو اس نے اپنا سارا ماجرا بیان کیا۔ بادشاہ نے بہت ہمدردی کا اظہار کرتے ہوئے اس سے کہا "بیٹا! تم نے واقعی بہت دکھ اٹھائے ہیں۔ چلو محل ہی چلتے ہیں۔ تاکہ تم ذرا آرام کر لو۔" وہاں جا کر بھی انہوں نے کافی باتیں کیں اور دوپہر کا کھانا اکٹھے کھایا۔

کچھ دنوں بعد بادشاہ نے لوگوں کو ولیمہ دیا اور حسن بانو اور بہرام کی بہت عزت افزائی کی۔ اس کے بعد بہرام اور حسن بانو بہت اطمینان سے رہے۔

کچھ مدت بعد بہرام کے ہاں بیٹا ہوا۔ ایک دن بہرام نے حسن بانو سے کہا "اگر تم چاہو تو ہم اپنے وطن چلیں۔" "کیوں نہیں، اگر تم کہتے ہو تو۔" پھر بہرام کا ہاتھ پکڑ کر بڑی اپنائیت سے کہا "تو نے تو مجھے یہاں لِلِہِ میں بھی نہیں چھوڑا۔ اب میں تجھ سے بھاگ کر جا بھی کہاں سکتی ہوں؟ چلو جا کر امی سے بات کر لیتے ہیں۔" پھر وہ دونوں باہر نکلے۔

وہاں جا کر انہوں نے ملکہ سے بات کی۔ اس نے ان سے کہا کہ وہ رات کو ان کے باپ سے بات کر کے انہیں بتائے گی۔

رات کو بادشاہ اور ملکہ ان کے پاس آئے اور بادشاہ نے بہرام سے پوچھا "کیوں بیٹا آپ کا یہاں دل نہیں لگ گیا؟" بہرام نے کہا "نہیں بابا! ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ دراصل میرا والد بوڑھا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ میں ذرا ان کی خدمت کر لوں۔" "بہت اچھی بات ہے۔ پرسوں آپ جانے کی تیاری کریں۔" یہ کہہ کر بادشاہ اور ملکہ وہاں سے باہر آئے۔

تیسرے دن بادشاہ نے حسن بانو اور بہرام کو بہت سارا جہیز دے کر ان کی عزت افزائی کی اور انہیں وہاں سے رخصت کیا۔ پھر دیو انہیں اڑن تخت پہ بٹھا کر اپنی آخری سرحد پر لے آئے۔ وہ اڑن تخت سے اپنے سامان کے ساتھ اترے۔

بہرام نے دریا کے ساحل پر بھیڑیوں کے راجے کا دیا ہوا چمڑے کا بچھونا بچھایا اور اپنا سارا سامان اس پر لاد کر حسن بانو اور اپنے بیٹے کے ہمراہ دریا کے اس پار پہنچا۔ وہاں پہنچ کر انھوں نے چلنا شروع کیا اور کئی دن کی مسافت طے کر کے وہ بھیڑیوں کی راجدھانی پہنچے۔ وہاں بھیڑیوں کے راجے نے ان کی بہت خاطر مدارت کی اور انہیں بہت سارے تحائف دے کر رخصت کیا۔

دیو کی بڑے پستانوں والی بہن کی سرحد میں پہنچ کر بہرام نے دیو کے بال سلگائے۔ اسی لمحے دیو وہاں آن موجود ہوا۔ "افسوس کی بات ہے۔ بیٹے! اتنا عرصہ گزرا تو نے اپنی خیریت سے بھی مجھے آگاہ نہیں کیا۔" پھر جا کر اس سے بغلگیر ہوا۔ بہرام نے دیو سے کہا کہ وہ حسن بانو لے کر آیا ہے۔ دیو نے بہرام سے پوچھا کہ وہ کہاں ہے۔ اسی دوران وہ اپنے بیٹے کو گود میں اٹھائے دیو کے پاس آگئی اور اسے سلام کہا۔ دیو نے اس کے سر پر شفقت سے ہاتھ رکھا۔ اور اس کا بیٹا ہونے پر اسے مبارکباد دی۔ اس نے اس کا شکریہ ادا کیا۔

پھر وہ دیو کی بڑے پستانوں والی بہن کے محل گئے۔ اس نے ان کی بڑی عزت افزائی کی اور بہرام کو حسن بانو اور اس کا بیٹے ہونے پر مبارکباد دی۔ اس دوران دیو نے بہرام سے پوچھا "اب آگے جانے کا کیا ارادہ رکھتے ہو۔"

بہرام کا دیو کے ہاں دیکھا ہوا خواب اب اپنے تعبیر کو پہنچا۔ ان دنوں بہرام کو پتہ چلا تھا کہ ان کے ملک پر کوئی دوسرا بادشاہ حکومت کر رہا ہے جس نے اس کے والدین کو قید میں ڈالا ہے اور اس کی بہت ساری رعایا کو قتل کیا ہے۔ اس لئے بہرام نے دیو سے کہا کہ پہلے اس کی درگت بنا لیں اور پھر آگے جانے کا فیصلہ ہو گا۔

لہذا دیو نے اپنے بال سلگائے تو محافظ دیو اڑن تختہ لے کر حاضر ہوئے۔ دیو نے ان سے کہا کہ جتنی جلدی ہو سکے وہ یہاں سے جائیں اور فوج لے جا کر بہرام کی سرحدوں پر پہنچیں۔

کچھ دیر بعد محافظ وہاں پہنچ گئے اور ان سے کہا "ہم نے سرحدوں پر اپنی فوجیں اتار دی ہیں۔" چنانچہ بہرام اور دیو حسن بانو کو دیو کی بڑے پستانوں والی بہن کے پاس چھوڑ کر اڑن تخت پہ سرحد پہنچے۔

بہرام نے فوج کو حملہ کرنے کا حکم دیا تو دیو قابض بادشاہ کی فوج پر حملہ آور ہوئے ۔ تھوڑی ہی دیر میں انہوں نے انہیں پسپا کر کے قابض فوج کے زیادہ تر سپاہیوں کو مار ڈالا اور جو بچ گئے ان کو قیدی بنا کر بہرام کے سامنے پیش کر دیا۔

پھر بہرام نے جلدی سے جا کر اپنی ماں اور باپ کو قید سے چھڑایا اور انہیں اپنے ساتھ محل لے آیا۔ اس حملہ آور بادشاہ نے ان کی بہت ساری رعایا کو قتل کیا تھا اور کچھ لوگوں کو ملک بدر کیا تھا اور جو باقی بچے تھے وہ وہاں اپنے گھروں میں چھپ کر رہ رہے تھے ۔ چنانچہ وہ ادھر ادھر سے نکل کر آتے گئے اور وہاں جمع ہونا شروع کیا۔

کچھ دنوں کے اندر جب اس کی رعایا وہاں اکھٹی ہوئی تو بہرام نے حسن بانو اور اپنا بیٹا لانے کے لئے اپنے والد سے اجازت چاہی ۔ اجازت ملنے پر وہ روانہ ہوا اور کچھ دنوں بعد وہ حسن بانو اور اپنے بیٹے کے ساتھ دوبارہ اپنے ملک آیا۔ وہ بہرام، حسن بانو اور اپنے پوتے کو دیکھ کر بہت ہی خوش ہوئے ۔

چنانچہ بادشاہ نے ایک دن مقرر کر کے اپنی بادشاہی بہرام کو سونپنے کے لئے اپنی رعایا کو بہت بڑے کھانے پر جمع کیا۔ پھر اسی دن بہرام کی تاج پوشی بھی کی گئی ۔

اس کے بعد اس نے اپنی رعایا پر اچھے طریقے سے حکمرانی کی اور حسن بانو اور اپنے والدین کے ساتھ ہنسی خوشی رہنے لگا۔